

# ادارہ تحقیقات اسلامی اور علامہ مہین

محمد محمود مہین

والد محترم علامہ عبدالعزیز مہین مرحوم جو عربی کے عظیم استاد بین الاقوامی شہرت کے عالم، ادیب اور نقاد تھے۔ ۱۹۵۰ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے پروفیسر اور صدر شعبہ عربی کے عہدے سے ریٹائر ہوئے تو انہیں مزید ایک سال کی تیسری ملی جو انہوں نے قبول کر لی اور یہ مدت گزار کر ۱۹۵۱ء میں وہ حتمی طور پر ملازمت سے بیکدوش ہو گئے۔ انہوں نے ۱۹۵۳ء تک علی گڑھ میں قیام کیا اور اسی سال مجھ سے ملنے کی غرض سے دیگر متعلقین کے ہمراہ تقسیم ہند کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان تشریف لائے۔ یہاں ان کی ملاقات پاکستان میں مصر کے سب سے پہلے سیف بناب عبدالوہاب عزام بے مرحوم اور عربی کے شیدائی جناب متاثر حسن مرحوم بیکر ٹری مالیات سے ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ عربی کے اس فاضل استاد اور عالم کو یہیں روک لیا جائے تاکہ ان کے تبحر علمی سے پاکستان فیضیاب ہو سکے۔ ۱۹۵۲ء کی پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے ایک تجویز منظور کی تھی اور اس کے تحت حکومت کو یہ سفارش کی تھی کہ حکومت ملک میں اسلامی فکر اور مطالعہ اسلام کے فروغ کے لئے ایک ادارہ قائم کرے۔ یہ بات ان دونوں حضرات کے علم میں تھی چنانچہ ان کی سفارش پر وزارت تعلیم نے والد محترم کو اکتوبر ۱۹۵۳ء میں مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی کا پہلا ڈائریکٹر مقرر کر کے اس سمت میں ایک عملی قدم اٹھایا۔ (دماغی طور پر غلط وزارت تعلیم نے تشریف ۱-۳۳/۵۳ ای پی مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۵۳ء)۔ والد محترم نے ان دونوں حضرات کے اصرار پر یہ ملازمت قبول کر لی اور ۳ اکتوبر ۱۹۵۳ء سے اپنے عہدہ کا چارج سنبھالا۔

والد محترم اس وقت ہندوستانی شہری تھے اور صرف مجھ سے ملنے کی غرض سے پاکستان تشریف لائے تھے اس لئے مجبوراً انہیں اکتوبر کے مہینہ میں ہندوستان واپس جانا پڑا۔ چونکہ تحقیقی کام شروع کرنے کے لئے قدم اول

جدید مکتب سے آراستہ کتب خانہ ایک اشد ضرورت ہوتی ہے انہیں وزارت تعلیم نے ہندوستان کے قیام کے دوران یہ کام سپرد کیا کہ وہیں رہ کر اور مختلف مقامات پر جا کر ادارے کے کتب خانے کے لئے نایاب عربی کتابیں، قلمی نسخے اور دیگر ضروری مواد جمع کریں۔ یہ کام انہوں نے بطریق احسن انجام دیا۔ وہ اپریل ۱۹۵۵ء میں دوبارہ ہندوستان سے پاکستان آئے اور یہاں آکر دسمبر ۱۹۵۵ء کے اختتام تک ادارے کی ڈائریکٹری کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اسی زمانہ میں کراچی یونیورسٹی نے انہیں مجبور کیا کہ وہ عربی کی پروفیسر شپ اور صدر شعبہ کا عہدہ قبول کر کے یونیورسٹی کی عزت افزائی کریں۔ چنانچہ وزارت تعلیم کی اجازت سے ۲۲ جنوری ۱۹۵۶ء سے انہوں نے اسی درسگاہ کی ملازمت اختیار کی۔ والد محترم فرماتے تھے کہ یہ قدم انہوں نے اس لئے اٹھایا تھا کہ ادارہ اس وقت اپنی تشکیلی منزل میں تھا اور ایک کل وقتی ڈائریکٹر کے اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا انہوں نے عظیم قومی مفاد میں وزارت تعلیم کو مطلع کیا کہ وہ ادارے کا کام بھی اعزاز ہی طور پر پورے اٹھانے سے جاری رکھیں گے اور انہوں نے ایسا کیا بھی اس لئے کہ ان کا مقصد اس نئے ملک کی علمی خدمت تھی نہ کہ تلاش معاش۔

۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۸ء کے دوران وزارت تعلیم نے والد محترم کو یہ کام تفویض کیا کہ وہ مشرق وسطیٰ کا سفر ثقافت و خرید کتب دورہ کریں۔ ایران، عراق، شام، لبنان، ترکی، مصر، تونس اور مراکش تشریف لے جائیں اور وہیں سے ادارے کے لئے کتابیں خریدیں۔ وزارت تعلیم کے ارباب حل و عقد یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ اس کام کے لئے اس وقت پاک و ہند میں ان سے زیادہ موزوں اور بہتر کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔ انہیں کتابوں، قدیم قلمی نسخوں اور مسودات کی معلومات پر غیر معمولی حد تک عبور حاصل تھا۔ یورپ اور عرب ممالک کے علماء بھی اس بات کو بخوبی جانتے اور جانتے تھے کہ اسلامی یا دگواروں سے اتنا زیادہ اور کوئی باخبر نہیں چنانچہ انہوں نے ایران، عراق، شام، لبنان، ترکی، مصر، تونس اور مراکش کا سفر اختیار کیا۔ تنہا صبح سات بجے سے رات کے دس بجے تک کتب خانے کھنگالتے اور کتب فروشوں کے ہاں کتابوں کی تلاش کے سلسلے میں خاک چھاتے جس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے یہ سفر اختیار کیے تھے۔ اس میں انہیں غیر معمولی کامیابی ہوئی اور تقریباً پچیس ہزار روپے میں پانچ چھ ہزار قیمتی کتابیں، قدیم قلمی نسخے، دستاویزات اور فولڈ اسٹیٹس حاصل کئے۔ جو ان کی ذاتی سمجھ اور تہرکی وجہ سے انہیں بہت ہی کم قیمت پر دستیاب ہو گئے۔ ان کے کہنے کے مطابق اس وقت ان

فادات کی قیمت کا اندازہ دولا کر سے اوپر تھا۔

جب والد محترم سعودی عرب پہنچے تو ریاض کے ہفت روزہ "الجماعہ" مورخہ، جولائی ۱۹۵۷ء میں ان کے متعلق ایک مضمون چھپا۔ اس ہفت روزے اس سالیانہ میں ان کا خیر مقدم کیا۔ دنیا میں کون قدر دانی اور قدر شناسی کا مستحق ہے بمقابلہ اسی شخص کے جس نے اپنی ساری زندگی عربوں، ان کی زبان اور ان کے ادب کی خدمت میں بتا دی؟ آگے چل کر پھر تحریر ہے "عربی ادب کی میراث میں تکلیف وہ حد تک محنت طلب تحقیق اور مطبوعات کے اعتراف کا کون فرد مستحق اور لائق خراج تحسین ہو سکتا ہے۔ بجز علامہ استاد المبینی کے جنہوں نے اس عظیم زبان و ادب کی محبت کے سبب بہت زیادہ تکالیف اٹھائیں اور عربی زبان کے شاہکاروں کی تلاش میں سرگوداں رہے۔ انہوں نے ہندوستان، ترکی، شام اور مصر وغیرہ کا سفر اختیار کیا اور عربی زبان کے نادر قلمی نسخوں اور دستاویزات کا کھوج لگایا اور انہیں حاصل کیا۔ یہ سب تکالیف انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے نہیں بلکہ سب لوگوں کی جملائی کے لئے برداشت کیں جس میں عرب بھی شامل ہیں۔"

اسی طرح دوسرے عرب ممالک میں والد محترم کا شاندار استقبال ہوا اور وہاں کے عربی، قرآنی اور انگریزی اخبارات میں ان کی آمد پر مضامین و تعائیں چھپیں۔ عرب ممالک میں جو ان کی پذیرائی ہوئی اور وہاں ان کی آمد سے پاکستانی سفارت خانوں کی اہمیت پر جو اثر پڑا اور جس طرح سفارت خانوں میں علماء، ادباء اور وزراء کا جھگٹا لگا رہتا تھا اس کے پاکستانی سفارت خانے خود شاہد ہیں۔ والد محترم کے سلسلے میں جو وہاں چلے منعقد ہوئے اور جو ضیافتیں دی گئیں ان سے ملک کا وقار بلند ہوا اور اسے عزت حاصل ہوئی۔

۱۹۵۷ء میں بہار ڈونگ سوسائٹی کے علاقے شرف آباد کراچی میں ایک عمارت بعوض پانچ صد روپیہ ماہوار کرایہ پر حاصل کی گئی اور اس میں مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام عمل میں آیا اور کچھ مختصر انتظامی عملہ بھی مقرر کیا گیا جن میں ایک اعزازی لائبریرین بھی شامل تھا۔ ادارے کا عملہ نام ادارہ تحقیقات اسلامیہ مرکزیہ "والد محترم نے ادارے کی تنظیمی جماعت کے پہلے جلسے میں جو ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء کو منعقد ہوا تھا تجویز کیا تھا جسے تحقیقات کا لفظ حذف کر کے ادارہ اسلامیہ مرکزیہ کے نام سے قبول کر لیا گیا تھا۔ اس کا موجودہ نام وہی ہے جو والد صاحب نے پیش کیا تھا یعنی ادارہ تحقیقات اسلامی

جس میں ضرورت کے پیش نظر مرکزی کاغذ خذف کر دیا گیا ہے۔

۱۹۶۰ء کے اوائل تک ادارے کے کتب خانے میں تقریباً پانچ چھ ہزار کتابوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا۔ انہیں صحیح طور پر ترتیب دیا گیا اور فہرستیں تیار کی گئیں اور اب یہ اس قابل ہو گیا تھا کہ اسلام پر کام کرنے والے حضرات کی تحقیقی ضروریات کو پورا کر سکے۔ ادارے میں اس وقت بجز والد محترم کے کوئی اور تحقیقی کام کرنے والا نہ تھا اور اس سلسلے میں مزید تقریروں کی سخت ضرورت تھی۔ چونکہ تقریباں چند مجبوریاں کے تحت نہ ہوا پائی تھیں اس لئے ادارے کی لائبریری نے نجی علمی کام کرنے والوں اور یونیورسٹی کے طلباء کو تحقیقی کام میں سہولت اور مدد دینا شروع کر دیا تھا۔ اس کتب خانے نے پنجاب یونیورسٹی کے ایک استاد کو ان کے کام عربی کی ضرب الاضالیٰ پر قیمتی مواد فراہم کیا۔ اسی طرح علی گڑھ یونیورسٹی کے ایک طالب علم کو اس کے کام سید جمال الدین نغانی پر ہمیں سے مواد ملا۔ جناب عبدالملیم چشتی نے جن کا تعلق بیات نیشنل لائبریری سے تھا اور بن کے مضامین امام ماحانی لاہوری۔ ان کی زندگی اور ان کے کارنامے نمایاں رسالہ معارف اعظم گڑھ (مہندوستان) میں چھپے تھے اپنے کام کے سلسلے میں اسی کتب خانہ سے استفادہ کیا تھا۔ ادارے میں جو حضرات تحقیق کی غرض سے تشریف لاتے تھے والد محترم ان کی رہنمائی اور مدد فرماتے تھے۔ انہوں نے کراچی یونیورسٹی کے ایم۔ اے کے طالب علم کے تحقیقی کام کتاب الزہرہ میں اس کی رہنمائی کی اور اسی یونیورسٹی کے پی ایچ ڈی کے ایک طالب علم کے مقالے سلجوقی دور میں اس کی مدد فرمائی۔ اسلامی ممالک مثلاً نائیجیریا، عراق، لبنان وغیرہ سے جو ثقافتی مندوبین ادارے میں تشریف لائے تھے انہوں نے کتابوں کے اس ذخیرے کی بہت تعریف کی تھی اور اس سلسلے میں والد محترم کی کاوشوں کو بہت سراہا تھا۔ اور اسی طرح سے ادارے کی تنظیمی جماعت کے نمائندے بھی جو وہاں اکثر معائنے کی غرض سے تشریف لاتے تھے۔ والد محترم کی خدمات کا اعتراف کرتے تھے۔ اس وقت کے وزیر تعلیم بھی معائنے کی غرض سے ایک مرتبہ ادارے میں تشریف لائے تھے اور کتب خانے کو دیکھ کر کتابوں کے حصول میں ان کی عرق ریزی کی داد دی تھی۔

اس زمانہ میں یہ ادارہ حکومت میں چند تبدیلیوں اور عدم توجہی کے سبب مزید ترقی نہ کر سکا۔ والد

محترم کراچی یونیورسٹی سے منسلک ہونے کے ساتھ ساتھ ادارے کے ذرائع بحیثیت اعزازی افسر برائے  
 نگرانی انجام دیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۳۱ مارچ ۱۹۵۹ء سے کراچی یونیورسٹی سے اپنا تعلق منقطع کر لیا اور کل وقتی  
 طور پر ادارے کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ ۱۸ جون ۱۹۶۰ء سے والد محترم اپنے عہدے سے سبکدوش ہو  
 گئے اور ادارے کی نگرانی ملک کے نامور مورخ اور کراچی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر

اشتیاق حسین قریشی کو سونپ دی گئی۔ تحقیقی رہنمائی کے علاوہ والد محترم کی خدمات کا اعتراف ادارے  
 کے وہ علمی مہوڑ اور مطبوعہ جواہرات ہیں جن کو انہوں نے اسلامی ممالک کے کونے کونے سے تلاش کر کے اس  
 کتب خانے کو مزین کیا تھا۔ تحقیق کے شیدائی اس خزانے سے جتنا زیادہ فیضیاب ہوں گے اتنا ہی ان کی  
 کاوشوں کا یہ بہترین صلہ ہوگا۔